تصریح المقال

۹۱۰

فی حل امر الہلال

۸۶۷

۱۳۷۷ھ

از اکمل علماء علامہ سید احمد سعید الکاظمی الامروہوی

۱۹۵۸

مہتمم ادارۂ عاصمہ انوار العلوم

۱۳۷۷ھ

واقع بلدۂ اولیاء ملتان شریف

۱۳۷۷ھ

طابع و ناشر نور احمد ریاض جامع مسجد خانیوال ضلع ملتان

قیمت ۵

(کلیم رقم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین خاتم النبیین وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ واولیاء امتہٖ اجمعین۔

اما بعد ناظرینِ کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ میرے پاس ایک سوال آیا جسکا خلاصہ یہ تھا۔ کہ جس جانور یا حصّۂ زراعت وغیرہ کو کسی بزرگ زندہ یا فوت شدہ کے نامزد کر دیا جائے اور نامزد کئے ہوئے جانور کو کسی بزرگ کے مزار پر لیجا کر کبھی قرعہ اندازی یا بغیر قرعہ اندازی کے اپنے گھر میں اللہ تعالےٰ کے نام پر ذبح کیا جائے، اُس جانور کا کھانا یا اُس حصۂ زراعت وغیرہ کا لینا اور کھانا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟

چونکہ اس مسئلہ میں عام طور پر اختلاف رہتا ہے۔ لہذا بغرض رہنمائی طالبانِ حق میرے لکھے ہوئے جواب کو عزیزم محترم مولوی نور احمد ریاض سلمہٗ متعلم مدرسہ انوار العلوم وخلف رشید فاضل جلیل حضرت مولانا عبد القادر صاحب جلال پوری خطیب جامع مسجد خانیوال و مہتمم مدرسہ جامع العلوم نے میری اجازت سے شائع کر دیا۔ اللہ تعالےٰ اس مختصر کو رفع نزاع کا موجب بنائے اور اسے قبول عام عطا فرمائے مجھے امید ہے کہ انصاف پسند حضرات میرے جواب سے محظوظ ہوں گے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہٖ ونور عرشہٖ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ
مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان
۲۱/۱/۵۸

حامدا و مصلیا و مسلما

★

جانوروں اور زراعت میں کسی جانور، یا حصۂ زراعت کی تعیین کے فعل کا جائز یا ناجائز ہونا، معین کرنے والے کی نیت اور اعتقاد پر موقوف ہے۔ اور اس مقرر کردہ جانور کے گوشت کی حلّت وحرمت کا مدار، ذابح کی نیت، حال اور قول پر ہے۔

اگر مقرر کرنیوالا بزرگانِ دین کو (معاذ اللہ) مستقل بالذات، متصرف فی الامور یا (نعوذ باللہ) انہیں مستحق عبادت مانتا ہے۔ اور اس کا یہ اعتقاد ہے کہ جو جانور یا حصّۂ زراعت کسی بزرگ کے نامزد کر دیا گیا۔ وہ عند اللہ کسی دوسرے مصرف میں صرف کرنا گناہ ہے، اور اس بزرگ کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے اس کا استعمال شرعاً حرام اور موجب ضرر ہے۔ تو فعل مذکور ایسا ہی کفر و شرک قرار پائے گا جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں مشرکین عرب بحیرہ، سائبہ، وغیرہ کے نام سے بعض جانور اپنے اصنام و آلہہ کے لئے نامزد کر کے انہیں اپنی طرف سے حرام قرار دے دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انہیں، مفتری، کذاب قرار دیا۔ اور اُن کی سخت مذمت فرمائی البتہ محض اس اعتقاد اور نامزدگی کے باعث وہ جانور حرام نہیں ہو گئے۔ جب تک کہ ان کا ذابح کوئی مرتد یا مشرک یا کافر غیر کتابی نہ ہو۔ یا انہیں غیر اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا جائے۔ یا ان کا خون بہانے سے غیر اللہ کی تعظیم و تقرب مقصود نہ ہو۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ عقیدہ مذکورہ کے ساتھ مقرر شدہ جانوروں کو اگر مقرر کرنے والا شخص اسی عقیدہ کفریہ کی حالت میں اللہ کے نام پر بھی ذبح کردے، تب بھی ذبیحہ مرتد ہونے کی وجہ سے اور اراقۃ الدم لتعظیم غیر اللہ کے باعث ان کا گوشت حرام ہوگا۔ حلال نہیں ہوسکتا۔

لیکن اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ کہ مسلمان کلمہ گو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والوں کی طرف بلا دلیل ایسے عقائد کفریہ منسوب کرکے معاذ اللہ انہیں کافر ومرتد بنانا مسلمان کا کام نہیں۔ مومن کو کافر ومرتد قرار دینے والا خود کفر وارتداد کے وبال میں مبتلا ہے۔

نَسْأَلُ اللّٰہَ السَّلَامَۃَ عَنْ ھٰذِہِ الْبَلِیَّۃِ ۝

شرک کے معنی ہیں۔

اَلْاِشْرَاکُ ھُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِیْکِ فِی الْاُلُوْھِیَّۃِ بِمَعْنٰی وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ کَمَا لِلْمَجُوْسِ۔ اَوْ بِمَعْنٰی اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَۃِ کَمَا لِعَبَدَۃِ الْاَصْنَامِ

یعنی شرک کرنا، وہ اثباتِ شریک ہے۔ الوھیۃ میں بمعنی وجوب وجود، جیسا کہ مجوس کیلئے ہے۔ یا بمعنی استحقاق عبادۃ جیسا کہ بتوں کی عبادت کرنیوالوں کیلئے ہے۔ شرح عقائد نسفی

خلاصہ یہ کہ شرک کے معنی ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو الٰہ ماننا۔ اور الوہیت صرف وجوب وجود یا استحقاق عبادت کا نام ہے۔ لہذا جب تک کسی غیر اللہ کو واجب الوجود یا مستحق عبادت نہ مانا جائے۔ اس وقت تک شرک نہیں ہوسکتا۔

واجب الوجود اسے کہتے ہیں جس کا ہونا عقلاً ضروری ہو، اور نہ ہونا عقلاً محال ہو۔

مجوسی اپنے اعتقاد میں دو واجب الوجود مانتے ہیں۔ ایک یزدان (خالق خیر) دوسرا اھرمن (خالق شر) وہ مشرک ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے الوہیت بمعنی وجوب وجود کو غیر اللہ کے لئے ثابت کیا اور بتوں کی عبادت کرنے والے اپنے باطل معبودوں کو واجب الوجود تو نہیں مانتے، لیکن انہیں مستحق عبادت مان کر الوہیت کے دوسرے معنی (استحقاقِ عبادت) ان کے لئے ثابت کرتے ہیں۔ لہٰذا دونوں مشرک ہوئے۔ یہاں اتنی بات ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ کہ اللہ کی ہر صفتِ ذاتیہ اس کے استحقاقِ عبادت کا مناط و مدار ہوتی ہے۔ جس کا کسی کے لئے ثابت کرنا، استحقاقِ عبادت اور الوہیت کا ثابت کرنا ہے۔ اور ظاہر ہے جو صفت استحقاقِ عبادت کا مناط ہے۔ خواہ وہ علم ہو یا قدرت، تصرف ہو یا خالقیت ضروری ہے کہ ذاتی اور مستقل ہو ورنہ افراد ممکنات کا (معاذ اللہ) مستحقِ عبادت ہونا لازم آئیگا۔ کیونکہ عطائی غیر مستقل، حادث صفات، افرادِ مخلوق میں پائی جاتی ہیں۔

معلوم ہوا کہ استحقاقِ عبادت کے لئے صفاتِ مستقلہ لازم ہیں۔ چونکہ صفاتِ مستقلہ مناط استحقاق عبادت ہیں۔ اسلئے ان کا وجود وجودِ الوہیت کو مستلزم ہوگا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ استحقاق عبادت کیلئے صفاتِ مستقلہ لازم ہیں۔ اور صفاتِ مستقلہ کیلئے استحقاق عبادت لازم ہے۔ کسی کو مستحق عبادت کہنا اس کے لئے استقلالِ ذاتی کو ثابت کرنا ہے۔ اور کسی کو مستقل بالذات ماننا اسے مستحق عبادت قرار دینا ہے۔

اس بیان کی روشنی میں یہ امر بخوبی واضح ہوگیا۔ کہ کسی مسلمان پر

ہرگز حکمِ شرک نہیں لگ سکتا. تاوقتیکہ وہ غیر اللہ کے لئے وجوبِ وجود یا
کوئی صفتِ مستقلہ مناطِ استحقاقِ عبادت ثابت نہ کرے۔

یہی وجہ ہے. کہ جمہور متکلمین نے معتزلہ کو مشرک قرار نہیں دیا۔
حالانکہ وہ بندے کو خالقِ افعال مان کر اس کے لئے صفتِ خالقیت ثابت
کرتے ہیں. جو صفت مستقلہ ہونے کی صورت میں مناطِ استحقاقِ عبادت ہے
لیکن چونکہ وہ بندے کو مستقل بالذات خالق نہیں مانتے، اس لئے انہیں مشرک
قرار نہیں دیا گیا۔

ثابت ہوا کہ اولیاء کرام کو غیر مستقل متصرف ماننے والے اور ان کے اختیارات
علم و قدرت، تصرفات کو مقید باذنِ اللہ تسلیم کرنے والے مسلمان ہرگز ہرگز
کافر و مشرک نہیں انہیں مشرک کہنے والا خود مشرک ہے۔ لہذا یہ حکمِ شرک
یقیناً مفتیانِ شرک کیطرف لوٹے گا۔ تَخرُجُ الْفِتْنَةُ مِنْهُمْ وَفِيهِمْ تَعُودُ ٥

قرآنِ کریم اور احادیثِ صحیحہ کی رو سے مومن کے حق میں بدگمانی
حرام ہے، فقہائے کرام نے بھی بالخصوص اس قسم کے مسائل میں مومن
کے لئے اساءۃ ظن کو ناجائز قرار دیا ہے۔ (قَالَ اللهُ تَعَالىٰ)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ - إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ
اے ایمان والو، اکثر گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔

حدیث شریف میں ہے۔ کہ حضور اکرم نورِ مجسم فخرِ عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ (متفق علیہ)
بدگمانی سے دور رہو، بدگمانی بدترین جھوٹ ہے

دوسری حدیث میں ہے :-

أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا (رواہ مسلم)	تو نے اس کے دل کو چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ اس نے (دل سے کلمہ) کہا ہے یا نہیں

سیدی عبد الغنی نابلسی شرح طریقۂ محمدیہ میں ناقل ہیں۔

قَالَ الْاِمَامُ سَیِّدِیْ اَحْمَدُ زَرُّوْق اِنَّمَا یَنْشَاُ الظَّنُّ الْخَبِیْثُ عَنِ الْقَلْبِ الْخَبِیْثِ ۔	امام سیدی احمد زروق نے فرمایا :- خبیث گمان صرف خبیث دل میں پیدا ہوتا ہے پاک لوں میں ناپاک گمان کی گنجائش نہیں ہوتی

شرح وہبانیہ ، در مختار وغیرہا میں اس مسئلہ کے ذیل میں ہے۔

اِنَّا لَا نُسِیْئُ الظَّنَّ بِالْمُسْلِمِ اَنَّهٗ یَتَقَرَّبُ اِلَی الْاٰدَمِیِّ بِهٰذَا النَّحْرِ ۔	ہم کسی مسلمان کے حق میں ہرگز یہ بدگمانی نہیں کرتے. کہ وہ اس فعل ذبح کے ذریعہ کسی آدمی کا تقرب (حاصل کرتا ہے

رد المختار جلد ۵ صــــ۲۱۸ــــ میں اس کے تحت ہے.

اَیْ عَلٰی وَجْهِ الْعِبَادَةِ لِاَنَّهُ الْمُکَفِّرُ وَهٰذَا بَعِیْدٌ مِنْ حَالِ الْمُسْلِمِ ۔	یعنی تقرب علی وجہ العبادۃ۔ اسلئے کہ تقرب علی وجہ العبادۃ ہی موجب کفر ہے۔ اور ایسا تقرب مسلمان کے حال سے بہت بعید ہے

خوب یاد رکھئے. مسلمان اولیاء کرام و بزرگان دین کے ساتھ محبت و عقیدت رکھتے ہیں. مگر انہیں الٰہ نہیں مانتے. کسی قسم کا استقلال ذاتی ان کے لئے ثابت نہیں کرتے نہ انہیں مستحق عبادت جانتے ہیں۔ نہ واجب الوجود، محض عباد اللہ الصالحین سمجھتے ہیں. اور جو جانور یا حصۂ زراعت یا کوئی چیز از قسم نقد و جنس وغیرہ ان کے لئے مقرر کرتے ہیں۔ اس کو ان کا ہدیہ جانتے ہیں۔ اور وصال یافتہ بزرگوں کے لئے ایصالِ ثواب کی نیت کرتے ہیں۔ اسی قصد و نیت کے ساتھ اگر وہ کسی

جانور یا غیر جانور کو بزرگانِ دین کی طرف منسوب کر کے ان کے نام پر اسے مشہور بھی کر دیں۔ تب بھی جائز ہے۔ اور وہ چیز حلال اور طیّب ہے۔ اُسے مَآ اُھِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ، کے تحت لاکر حرام قرار دینا باطل محض اور گناہِ عظیم ہے۔

عہدِ رسالت میں صحابۂ کرام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کھجوروں کے درخت اور دودھ پینے کے جانور پیش کرتے تھے۔ جن کا ذکر احادیث صحیحہ میں مفصّل موجود ہے۔ اور اس میں بھی کسی مسلمان کو شک کرنے کی گنجائش نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی خوشنودی رحمت و برکت کا موجب اور دفعِ بلیات و آفات کا باعث ہے۔

اسی طرح بعد از وفات بھی ایصالِ ثواب کے طور پر بزرگانِ دین کیلئے کسی چیز کا مقرر کرنا عہدِ رسالت میں پایا گیا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ - قَالَ اَلْمَاءُ: فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ رواہ ابوداؤد والنسائی۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۹

سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا۔ کون سا صدقہ بہتر ہوگا۔ فرمایا پانی بہتر رہیگا۔ تو انہوں نے ایک کنواں کھدوا دیا۔ اور کہہ دیا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کا ہے۔

اگر کسی وصال یافتہ بزرگ کے لئے کسی چیز کا نامزد کرنا موجبِ حرمت قرار دیا جائے تو معاذ اللہ وہ کنواں جو حضرت ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام پر مشہور ہو گیا تھا۔ حرام اور اُس کا پانی نجس قرار پائے گا۔ العیاذ باللہ

اب اصل مسئلہ کی طرف آیئے۔ بزرگوں کے نام پر جو جانور وغیرہ مشہور کیئے جائیں اگر ان جانوروں پر اولیاء اللہ کیلئے نذرِ شرعی مانی جائے۔ جو حقیقتاً عبادت ہے۔

تو ایسا ناذر مرتد ہے۔

لِاَنَّہٗ اَشْرَکَ بِاللّٰہِ بِاِثْبَاتِ الْاُلُوْھِیَّۃِ لِغَیْرِہٖ تَعَالٰی

کیونکہ اس نے غیر اللہ کے لئے الوہیت ثابت کرنے کی وجہ سے شرک کیا۔

لیکن اس کے اس شرک کی وجہ سے وہ جانور حرام نہیں ہو گا۔ جب تک وہ اسے بقصدِ تقرب لغیر اللہ ذبح نہ کرے۔ کما سَیَأتِیْ ——

اور اگر اولیاء کی نذر محض نذرِ لغوی یا عرفی بمعنی ہدیہ و نذرانہ ہو، یا وصال یافتہ بزرگ کیلئے بقصد ایصال ثواب کوئی جانور وغیرہ نامزد کر دیا اور نذرِ شرعی اللہ کے لئے ہو تو یہ فعل شرعاً جائز اور باعثِ خیر و برکت ہے۔

نذرِ لغیر اللہ کا مدار ناذر کی نیت پر ہے۔ اگر ناذر نے تقرب لِغیر اللہ کا قصد کیا ہے۔ اور متصرف فی الامور اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی مخلوق کو مانا ہے۔ تو یہ نذر کفر و شرک ہے۔ اور اگر اس کا ارادہ تقرب الی اللہ ہے۔ اور بزرگان دین کو ثواب پہنچانا مقصود ہے۔ تو ایسی نذر للاولیاء قطعاً جائز ہے۔ اور اس کا نذر ہونا مجاز اً ہے۔ کیونکہ نذر حقیقی اللہ کے لئے خاص ہے۔ فتاویٰ ابی اللیث میں ہے

اَلنَّاذِرُ لِغَیْرِ اللّٰہِ اِنْ قَصَدَ بِالنَّذْرِ التَّقَرُّبَ اِلٰی غَیْرِ اللّٰہِ وَظَنَّ اَنَّہٗ یَتَصَرَّفُ فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا دُوْنَ اللّٰہِ فَنَذْرُہٗ حَرَامٌ بَاطِلٌ وَاِرْتَدَّ وَکَافِرٌ وَاِنْ قَصَدَ بِالنَّذْرِ التَّقَرُّبَ اِلَی اللّٰہِ وَاِیْصَالَ الثَّوَابِ لِلْاَوْلِیَاءِ وَیَعْلَمُ اَنَّ

غیر اللہ کی نذر ماننے والے نے اگر اپنی نذر سے غیر اللہ کیطرف تقرب کا ارادہ کیا۔ اور یہ گمان کیا کہ تمام امور میں میت ہی متصرف ہے نہ اللہ تعالیٰ تو اس کی نذر حرام اور باطل ہے۔ اور اس کا مرتد ہونا ثابت ہے اور اگر اس نے اس نذر سے تقرب الی اللہ کا ارادہ کیا، اور اولیاء اللہ کو ثواب پہنچانے کی نیت کی۔

لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ ویجعل الاولیاء وسائل بینہ وبین اللہ فی حصول مقاصدہ فلا حرج فیہ وذبیحتہ حلال طیب ٭

اور وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی ذرہ متحرک نہیں ہوتا۔ اور وہ اولیاء اللہ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وسائل قرار دیتا ہے۔ تاکہ اس کے مقاصد حاصل ہو جائیں تو اسمیں کوئی حرج نہیں اور اس کا ذبیحہ حلال و طیب ہے

یہاں یہ بات ضرور یاد رہے۔ کہ اس جگہ تقرب سے مراد مطلق تقرب مراد نہیں بلکہ تقرب علی وجہ العبادۃ مراد ہے۔ جیسا کہ ہم شامی جلد خامس سے ابھی یہ عبارت نقل کر چکے ہیں۔

(قولہ انہ یتقرب الی الآدمی) ای علی وجہ العبادۃ لانہ المکفر وھذا بعید من حال المسلم

یعنی مطلق تقرب الی الآدمی موجب کفر نہیں۔ بلکہ صرف تقرب علی وجہ العبادۃ موجب کفر ہے

نذر اولیاء کے متعلق حدیقہ ندیہ میں سیدی عبدالغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

والنذر لھم بتعلیق ذلک علی حصول شفاء او قدوم غائب فانہ مجاز عن الصدقۃ علی الخادمین لقبورھم ٭

اولیاء اللہ کیلئے جو نذر مانی جاتی ہے۔ اور اسے مریض کے شفا حاصل ہونے یا غائب کے آنے پر معلق کیا جاتا ہے تو وہ نذر مجازی ہے۔ اس سے اولیاء اللہ کی قبور پر خادمین کے لئے صدقہ کرنا مراد ہوتا ہے۔

طبقات کبریٰ جلد دوم ص ۶۸ میں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سیدی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے ناقل ہیں۔

کان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا کان لک حاجۃ واردت قضائھا فانذر للنفیسۃ الطاھرۃ ولو فلسا۔ فان حاجتک تقضی

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا۔ کہ وہ فرماتے تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ جب تجھے کوئی حاجت درپیش ہو۔ اور تو اسکے پورا ہونے کا ارادہ کرے تو سیدہ نفیسہ طاہرہ کی نذر مان لے اگرچہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو بے شک تیری حاجت پوری ہو جائے گی ٭

معلوم ہوا۔ کہ قضاء حاجات کیلئے اولیاؑ کی نذر ماننا جائز ہے۔ جبکہ کسی قسم کا فسادِ عقیدہ نہ ہو۔ اسی طرح تفسیراتِ احمدیہ صـ۲۹ میں تحت آیۃ کریمہ :۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مرقوم ہے۔

وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِیْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ۔

اور یہاں سے معلوم ہوا۔ کہ بیشک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کیلئے مانی جائے جیسا کہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال و طیب ہے۔

جو لوگ نذرِ اولیاء کو شرک قرار دیتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس نذر سے مراد نذر شرعی نہیں بلکہ اسے بربنائے عرف نذر کہا جاتا ہے۔ اور اس ایصالِ ثواب اور ہدیہ کو نذر کہنا شرعًا جائز ہے۔ جیسا کہ طبقاتِ کبریٰ جلد دوم صـ۶۸ للامام الشعرانی رضی اللہ تعالیٰ سے نقل پیش کی گئی ہے۔ اور تفسیراتِ احمدیہ کا حوالہ بھی مرقوم ہوا۔

آخر میں حضرت شاہ رفیع الدین کی عبارت مزید نقل کیجاتی ہے۔ وہ اپنے رسالۂ نذر میں تحریر فرماتے ہیں :۔

نذرے کہ اینجا مستعمل میشود نہ بر معنی شرعی است چہ عرف آنست کہ آنچہ پیشِ بزرگان مے برند نذر و نیاز مے گویند۔

ترجمہ: جو نذر کہ اسجگہ مستعمل ہوتی ہے وہ اپنے معنی شرعی پر نہیں بلکہ معنی عرفی پر ہے۔ اسلئے کہ جو کچھ بزرگوں کی بارگاہ میں لیجاتے ہیں اس کو نذر و نیاز کہتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو معترضین کے نزدیک مسلّم علمائے راسخین میں سے ہیں۔ انفاس العارفین صـ۴۵ میں تحریر فرماتے ہیں :۔

حضرت ایشاں در قصبۂ ڈاسنہ بزیارت
مخدوم اللہ دیا رفتہ بودند، شب ہنگام
بود در آں محل فرمودند، مخدوم ضیافت
ما میکنند و میگویند، چیزے خوردہ
روید۔ توقف کردند تا آنکہ اثر مردم
منقطع شد، وملال بر یاراں غالب آمد،
آنگاہ زنے بیاید، طبق برنج وشیرینی
برسر۔ وگفت نذر کردہ بودم۔ کہ اگر زوجِ
من بیاید، ہماں ساعت ایں طعام پختہ
با نشینندگان درگاہِ مخدوم اللہ دیا رسانم
دریں وقت آمد۔ ایفائے نذر کردم۔

حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ قصبۂ ڈاسنہ میں مخدوم
اللہ دیا کی زیارت کو گئے، رات کا وقت تھا،
اس جگہ فرمایا۔ کہ مخدوم ہماری ضیافت کرتے
ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کر جانا
حضرت نے توقف فرمایا۔ یہاں تک کہ آدمیوں
کا نشان منقطع ہو گیا۔ ساتھی اُکتا گئے۔
اس وقت ایک عورت اپنے سر پر چاول اور شیرینی
کا طبق لئے ہوئے آئی۔ اور کہا میں نے نذر مانی تھی۔
کہ جس وقت میرا خاوند آئیگا۔ اس وقت یہ کھانا پکاکر
مخدوم اللہ دیا رحمۃ اللہ علیہ دربار میں بیٹھنے والوں
کو پہنچاؤں گی۔ وہ اسی وقت آیا ہے میں نے اپنی نذر پوری کی۔

درمختار، بحرالرائق۔ وغیرہ نے جس نذرِ اولیاء کو حرام اور باطل قرار دیا ہے۔ علامہ شامی وغیرہ فقہا نے اس کے وجوہ بھی بیان فرمادئے ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے۔ کہ وہ مخلوق کی نذر ہے۔ اور نذر چونکہ عبادت ہے۔ اس لئے مخلوق کیلئے جائز نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ منذور لہ میت ہے اور میت میں مالک ہونیکی صلاحیت نہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر اُس نے یہ اعتقاد کیا۔ کہ میت ہی متصرف فی الامور ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں تو اس کا یہ اعتقاد کفر ہے۔ شامی جلد دوم صفہ ۱۳۹ —۔

ہم تفصیلاً لکھ چکے ہیں۔ کہ نذرِ شرعی (جو عبادت ہے) ہرگز کسی غیر اللہ کیلئے جائز نہیں۔ نہ میت کو اشیاءِ منذورہ کا مالک سمجھنا درست ہے، نہ غیر اللہ کو اللہ کے

سو امتصرف فی الامور جاننا جائز ہے۔ اس اعتقادِ فاسد کے ساتھ نذر اولیاء کو آج تک کسی نے جائز نہیں کہا۔ محل نزاع تو یہ امر ہے کہ صحیح اعتقاد کے ساتھ اولیاء کرام کے لئے لفظ نذر بمعنی عرفی بولنا یا دل میں اسکی نیت کرنا اور اسی نیت سے ان کے مزارات پر کوئی چیز لانا جائز ہے یا نہیں ——— ؟

ہمارے نزدیک جائز ہے۔ جیسا کہ تحریر مختار لرد المختار جلد اول صـ۱۲۳ میں علامہ رافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:—

وَنَذْرُ الزَّيْتِ وَالشَّمْعِ لِلْاَوْلِيَاءِ يُوْقَدُ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ تَعْظِيْمًا لَهُمْ وَمَحَبَّةً فِيْهِمْ جَائِزٌ اَيْضًا لَا يَنْبَغِيْ النَّهْيُ عَنْهُ اھ

تیل ورشمع کی نذر ماننا اولیاء اللہ کے لئے کہ وہ چراغ روشن کئے جائیں۔ ان کی قبروں کے نزدیک ان کی تعظیم اور محبت کیلئے تو یہ بھی جائز ہے۔ اور اس سے منع کرنا بھی مناسب نہیں۔

اور منکرین اسے حرام کہتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس کے ثبوتِ جواز میں ہم متعدد عبارات نقل کر چکے ہیں۔ اور منکرین اس کے عدمِ جواز پر کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے

رہا یہ امر کہ مزارات اولیاء پر جاکر، یا سیّدِی فلاں، یا وَلِیَّ اللّٰہِ اِقْضِ حَاجَتِیْ اَغِثْنِیْ وغیرہ الفاظ بولنے کو فقہاء نے ناجائز قرار دیا ہے۔ لہٰذا جو لوگ ایسے الفاظ قبورِ اولیاء پر بولتے ہیں۔ وہ مشرک ہیں۔

بے شک۔ فقہاء نے اس سے منع فرمایا ہے۔ لیکن اسی فسادِ عقیدہ اور متصرف بالاستقلال سمجھنے کی بنا پر جسکی تفصیل ہم ابھی رد المختار سے نقل کر چکے ہیں۔ ورنہ اس کے بغیر ندا اولیاء ممنوع نہیں۔ دیکھئے صحیح ابن عوانہ، مصنف ابن ابی شیبہ اور معجم الطبرانی الکبیر میں حدیث شریف اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ

(مدد کرو۔ میری اے اللہ کے بندو) وارد ہے (حصن حصین صفحہ ۲۲) اور شامی جلد ثالث صفحہ ۳۵۵ کے منھیہ میں ہے"

قَالَ الزِّيَادِي اِنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا ضَاعَ لَہٗ شَيْءٌ وَاَرَادَ اَنْ يَّرُدَّہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَلَيْہِ فَلْيَقِفْ عَلٰى مَكَانٍ عَالٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ، وَيَقْرَأُ الْفَاتِحَۃَ وَيُھْدِيْ ثَوَابَھَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يُھْدِيْ ثَوَابَ ذٰلِكَ لِسَيِّدِيْ اَحْمَدَ بْنِ عَلْوَانَ وَيَقُوْلُ يَا سَيِّدِيْ اَحْمَدُ يَا ابْنَ عَلْوَانَ اِنْ لَّمْ تَرُدَّ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ وَاِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ دِيْوَانِ الْاَوْلِيَاءِ فَاِنَّ اللّٰہَ يَرُدُّ عَلٰى مَنْ قَالَ ذٰلِكَ ضَالَّتَہٗ بِبَرَكَتِہٖ اجھوری مع زیادة كذا في حاشية شرح المنهج للداؤدي رحمہ اللہ تعالى۔ اھ منہ (شامی جلد ثالث صفحہ ۳۵۵)

زیادی نے تقریر کی کہ بے شک انسان کی کوئی شئی جب ضائع ہو جائے اور وہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ضائع شدہ چیز اس پہ لوٹا دے، تو اسے چاہیے۔ کہ قبلہ کیطرف منہ کرکے اونچی جگہ پر کھڑا ہو۔ اور سورہٗ فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدیہ کرے پھر اس کا ثواب کا ہدیہ سیدی احمد ابن علوان کے لئے کرے۔ اور کہے۔ یا سیدی احمد اے میرے آقا احمد اے ابن علوان اگر آپ نے میری گم شدہ چیز واپس کی۔ تو میں آپکو دیوان اولیاء سے اُتار دوں گا۔ تو بیشک اللہ تعالےٰ واپس کر دیتا ہے۔ اُس کہنے والے پر اسکی گم شدہ چیز کو جو آپکی (برکت سے

دیکھئے فقہاء کرام کی کلام میں، یا سید ی احمد یا ابن علوان وارد ہے۔ اور ان لم ترد علی ضالتی میں انہی کو مخاطب کیا گیا ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ردضالۃ کا فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ احمد بن علوان کیطرف اسکی اسناد مجاز عقلی ہے، اس پہ جو دلیل ہے۔ وہ قائل کا خود مومن موحد ہونا ہے، جیسا کہ

انبت الربیع البقل (موسم ربیع نے سبزی کو اگایا) اگر مومن کہے تو مجاز عقلی ہوگا۔ اور دہریہ کہے تو اسناد حقیقی ہونے کی وجہ سے یہ قول کفر خالص قرار پائیگا۔ نداء اولیاء کے مسئلہ میں ندا کرنیوالے کا مومن و موحد ہونا جواز ندا کی روشن دلیل ہے بعض لوگ اس ندائے منقولہ بالا (یا سیدی احمد یا ابن علوان) کے جواب میں یہ کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ یہ تو ایک عمل ہے۔ اس سے مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ جواباً عرض ہے۔ کہ عمل ہی سہی لیکن جب غیر اللہ کو مخاطب کر کے ندا کرنا آپکے نزدیک شرک ہے تو ایسے الفاظ جو شرک پر دال ہوں یا موہم شرک ہوں۔ کسی عمل میں انکا تلفظ کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص کلمات کفریہ بکتا ہے مثلاً یا عزّٰی اقض حاجتی (اے عزی میری حاجت پوری کر دے) کہے اور جب اسے روکا جائے تو وہ یہ کہدے۔ کہ میں تو محض عمل کی نیّت سے یہ الفاظ پڑھتا ہوں۔ تو کیا کوئی عاقل متدیّن، اسکو ایسے الفاظ بولنے کی اجازت دے سکتا ہے۔

مختصر یہ کہ مستقل بالذات متصرف فی الامور سمجھ کر کسی ولی کو ندا کرنا ہمارے نزدیک بھی شرک ہے۔ لیکن معطی و حاجت روائے حقیقی صرف اللہ تعالٰی کو مانتے ہوئے اور اولیاء کرام کو محض وسیلہ و واسطہ سمجھ کر انہیں پکارنا ہرگز نا جائز نہیں۔

دیکھئے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی عزیزی میں فرماتے ہیں۔ :—

ونیست صورت استمداد مگر ہمیں کہ محتاج طلب کند حاجت خود از جناب عزت الٰہی بتوسل روحانیت، بندہ کہ مقرب مکرم	اور نہیں ہے صورت استمداد مگر یہی، کہ محتاج طلب کرے، اپنی حاجت بارگاہِ رب العزت سے، اللہ تعالٰی کے مقرب و مکرم بندے کی روحانیت کے

درگاہ والا او گوید خداوندا ببرکت این بندہ
کہ تو رحمت و اکرام کردہ۔ او را برآوردہ
گردان حاجت مرا۔ یا ندا کند
آن بندہ مقرب و مکرم را کہ اے بندہ خدا
و ولی وے شفاعت کن مرا و بخواہ از خدا تعالیٰ
مطلوب مرا، تا قضا کند حاجت مرا۔ پس نیست
بندہ درمیان مگر وسیلہ و قادر و معطی و مسئول
پروردگار است تعالیٰ شانہ، و درو ہیچ شائبہ
شرک نیست چنانکہ منکر وہم کردہ (فتاوی عزیزی جلد دوم ص۱۰۷)

توسل سے اور کہے اے اللہ اس بندے کی برکت سے
جس پر تو نے اپنی رحمت اور اپنا اکرام فرمایا
ہے۔ میری حاجت کو پورا کردے۔ یا پکارے
اس بندہ مقرب مکرم کو، کہ اے خدا کے بندے اور اللہ کے
ولی میری شفاعت کر، اور اللہ تعالیٰ سے میرا مطلوب
مانگ تاکہ وہ میری حاجت پوری فرمادے۔ پس نہیں
بندہ درمیان میں مگر وسیلہ اور قادر و معطی حقیقی اور
مسئول پروردگار ہے۔ جس کی شان بہت بلند و بالا ہے
اور اسمیں کوئی شک اور شائبہ شرک کا نہیں ہے جیسا کہ منکر وہم کرتے ہے

ملاحظہ فرمایئے۔ اس عبارت میں ولی اللہ صاحب قبر کیلئے لفظ ندا کند موجود ہے پھر وہ ندا بھی اے بندۂ خدا و ولی وے کی عبارت میں مذکور ہے۔ جس سے ہمارا مدعا روز روشن کی طرح ثابت و واضح ہو رہا ہے، جس کا انکار کوئی منصف مزاج نہیں کرسکتا — وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ — !

ان عبارات فقیہہ و نقول معتبرہ کی روشنی میں نذر اولیاء کا مسئلہ بالکل روشن ہوگیا۔ بالمعنی المذکور اس کے جواز میں کسی عاقل و متدین کو شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی —۔

توسل و استعانت بالاولیاء کرام کا مسئلہ بھی بیان سابق کی روشنی میں اچھی طرح واضح ہوگیا۔ شرک توحید کا فرق بھی بالتفصیل بیان کر دیا گیا —۔

اب یہ عرض کرنا باقی رہا کہ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے تحت وہ جانور

جنہیں نذر اولیاء بالمعنی المذکور کے ساتھ بزرگانِ دین کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو، وہ حلال و طیّب ہیں۔ اور وہ لوگ جو انہیں حرام کہتے ہیں سخت گمراہی میں مبتلا ہیں۔ شرعًا ذبیحہ کی حلّت و حُرمت میں ابتدائے ذبح کیوقت صرف ذابح کی نیت، قول اور حال کا اعتبار ہے۔ مالک کا نہیں، ردالمحتار جلد خامس ص ۲۱۷ میں ہے۔

اِعْلَمْ اَنَّ الْمَدَارَ عَلَى الْقَصْدِ عِنْدَ اِبْتِدَاءِ الذَّبْحِ تتارخانیہ (جامع الفتاویٰ اور عالمگیری جلد رابع ص ۵۴ میں ہے)

جاننا چاہیئے کہ مدار قصد پر ہے، خاص ابتدائے ذبح کے وقت

مُسْلِمٌ ذَبَحَ شَاةَ الْمَجُوْسِيِّ لِبَيْتِ نَارِهِمْ، اَوِالْكَافِرِ لِاٰلِهَتِهِمْ تُؤْكَلُ لِاَنَّهٗ سَمَّى اللّٰهَ تَعَالٰى وَيُكْرَهُ لِلْمُسْلِمِ انتہی

مجوسی نے آتشکدہ کیلئے بکری نامزد کی یا کافر نے اپنے بتوں کے لئے کوئی جانور نامزد کیا۔ اور ان جانوروں کو مسلمان نے ذبح کر دیا۔ اگرچہ مسلمان کیلئے ایسا کرنا مکروہ ہے مگر وہ جانور حلال و طیّب ہے کھایا جائیگا

مقامِ غور ہے۔ کہ مشرکین و کفار کے بتوں اور بتخانوں کے لئے نامزد کئے ہوئے جانور مسلمان کے ذبح کرنے سے حلال ہو جائیں۔ مگر نذر اولیاء کا جانور مؤمن کے ذبح کرنے سے حلال نہ ہو۔ "سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ"

اس مسئلہ میں تفسیرِ عزیزی کی عبارت سے بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت شاہ صاحب موصوف کا مسلک یہ ہے۔ کہ جس جانور کو کسی ولی وغیرہ کے نامزد کر دیا جائے۔ اس میں ایسا خبث پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ وہ پھر کسی طرح حلال نہیں ہو سکتا، جب تک کہ مالک اپنی نیت کو نہ بدلے، اور پہلی شہرت کے بعد اللہ کے نام پر اسے مشہور کر دے۔ حالانکہ شاہ صاحب نے بعض مشرک پیر پرستوں کے اعتقاد اور مشرکانہ طرزِ عمل کے پیشِ نظر،

نذر لغیر اللہ کا مسئلہ بیان فرمایا۔ اس میں شک نہیں کہ اُس زمانہ میں مشرکین کا ایک گروہ پیر پرستوں کے نام سے پایا جاتا تھا۔

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی جلد اول صفحہ ۱۵۶ میں بیانِ انواعِ شرک کے تحت مشرکین کے جو فرقے شمار کئے ہیں۔ اُن میں چوتھا گروہ پیر پرستوں کا فرقہ بتایا ہے۔ تفسیر عزیزی کی وہ عبارت بلفظہا ملاحظہ ہو۔

چہارم: پیر پرستاں گویند چوں مرد بزرگے کہ بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ، مستجاب الدعواۃ و مقبول الشفاعت عند اللہ شدہ بود، ازیں جہاں مے گزرد، روح اورا قوت عظیم و وسعت بس فخیم بہم مے رسد، ہر کہ صورت اورا برزخ سازد، یا در مکان نشست و برخواست او یا بر گورِ او سجود و تذلل تام نماید، روحِ او بسبب وسعت و اطلاق براں مطلع شود، در دنیا و آخرت در حق او شفاعت نماید ۔

گروہ چہارم، پیر پرست کہتے ہیں۔ کہ جب کوئی مرد بزرگ بسبب کمال ریاضت، مجاہدہ کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعت ہو کر اس جہاں سے گزر گیا۔ تو اس کی روح کو بڑی قوت و وسعت حاصل ہو جاتی ہے۔ جو شخص بھی اس کی صورت کو برزخ بنالے۔ یا اس کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ پر یا اُس کی قبر پر سجدۂ عبادت اور تذلل تام کرے تو اس بزرگ کی روح وسعت و اطلاق کے سبب (خود بخود) اس پر مطلع ہو جاتی ہے۔ اور دنیا و آخرت میں اس کے حق میں شفاعت کرتی ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ یہ گروہ واقعی مشرکانہ عقائد رکھتا تھا، اور قبروں پر سجدہ اور تذلل تام اسکی خصوصیات سے تھا۔ تذلل تام کے معنی صرف عبادت ہیں۔ دیکھیے شامی جلد دوم صفحہ ۲۵۷ پر ہے:—

اَلْعِبَادَةُ عِبَارَةٌ عَنِ الْخُضُوْعِ وَالتَّذَلُّلِ خضوع اور تذلل تام کو عبادت کہتے ہیں۔

جو گروہ قبروں پر سجدۂ عبادت اور تذلل تام کرتا ہو وہ کس طرح مومن ہوسکتا ہے

اس زمانہ کے خوارج نے اہل حق متصوفین کرام، اولیاء اللہ سے عقیدت و محبت رکھنے والے اہل سنت مسلمانوں کا نام پیر پرست رکھ دیا۔ اور ان کے مزارات پر جانا ان کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کرنا، ان سے روحانی فیض لینا، اور سال بسال ان کے اعراس کرنا جو ان حضرات کے معمولات سے ہے۔ کفر و شرک اور پیر پرستی کی علامت قرار دیدیا حالانکہ یہ تمام امور خود شاہ عبدالعزیز صاحب شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہم کے معمولات سے ہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ عزیزی، انفاس رحیمیہ، انفاس العارفین انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں یہ تمام چیزیں بالتفصیل مذکور ہیں۔ مَنْ شَاءَ الْاِطِّلَاعَ فَلْيَرْجِعْ اِلَيْهَا۔)

ممکن ہے اس زمانہ میں بھی اس قسم کے مشرکانہ عقائد رکھنے والے بعض لوگ کہیں پائے جاتے ہوں۔ لیکن جب تک کوئی شخص اپنے عقیدہ کو خود ظاہر نہ کرے، اور اپنے قول یا قطعی مشرکانہ عمل سے اپنے مشرک ہونے کا اقرار و اظہار نہ کرے۔ اس وقت تک اس پر حکم شرک لگانا اور اسے اس زمانہ کے مشرکین، پیر پرستوں کے گروہ میں شامل کرنا ظلم و تعدی بہتان و افتراء نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر ستم بالائے ستم یہ کہ عامۃ المسلمین کو پیر پرست کہکر مشرکین کے اس چوتھے گروہ میں شامل کیا جاتا ہے۔ جس کا ذکر ہم نے ابھی تفسیر عزیزی سے نقل کیا ہے۔

یہ امر قابلِ فراموش نہیں ہے کہ فقہاء اور علماء راسخین کے کلام میں توسل و استمداد اور نذر للاولیاء وغیرہ مسائل میں بعض مقامات پر جو تشدد پایا جاتا ہے درحقیقت اس کا

تعلق اسی گروہِ مشرکین سے ہے. جو اپنے آپکو پیر پرست کہلوا کر عقائدِ شرکیہ میں مبتلا ہوا۔ اہل سنت و جماعت پر اس آشدد یا حکم تکفیر کو محمول کرنا جرائتِ عظیمہ اور ظلم صریح ہے۔

(وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ)۔

آمدم بر سرِ مطلب، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں مذکورہ گروہ مشرکین کا طرزِ عمل سامنے رکھکر ارقام فرمایا۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ ایک جانور کی جان دینے کی نذر شیخ سدّو وغیرہ کے لئے مانی اور اسکی تشہیر کردی۔ پھر اسی نیت کیساتھ شیخ سدّو وغیرہ کے لئے خون بہانے کی نیت سے اس جانور کو خود ذبح کردیا۔ یا اپنی اسی نیت اور منت کو پورا کرنے کیلئے کسی دوسرے آدمی سے ذبح کرادیا، ہر صورت میں اس جانور کا خون، شیخ سدو وغیرہ کے لئے بہایا جاتا تھا۔ ظاہر ہے. کہ اس صورت میں ذبیحہ مذکورہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتا کم فہم لوگوں نے یہ سمجھ لیا، کہ حضرت شاہصاحب نے ان جانوروں کو محض نذر لغیر اللہ کی وجہ سے حرام قرار دیا ہے حالانکہ یہ قطعًا باطل اور شاہصاحب پر بہتانِ صریح ہے۔ حضرت شاہ صاحب تفسیر عزیزی میں اپنے مسلک کی وضاحت فرماتے ہوئے تین دلیلیں ارقام فرمائی ہیں جن میں پہلی دلیل یہ حدیث ہے۔ "مَلْعُوْنٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ" (ملعون ہے جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا ہے) جس میں لفظ ذبح صراحتہً مذکور ہے۔ دوسری دلیل عقلی ہے. جس میں صاف مذکور ہے۔ "وجانِ ایں جانور از آں غیر قرار دادہ کشتہ اند"

(اور اس جانور کی جان، اُس غیر اللہ کی مملوک قرار دیکر اُسے ذبح کیا ہے) یہاں بھی اس جانور کو غیر کی طرف صرف منسوب کرنے پر اکتفاء نہیں فرمایا، بلکہ کشتہ اند فرما کر واضح فرمادیا۔ کہ جبتک اُس جانور کا غیر اللہ کیلئے ذبح ہونا واقع نہ ہو، اس وقت تک

اس میں خبث پیدا نہیں ہوتا - اور نہ وہ حرام ہوتا ہے۔

تیسری دلیل تفسیر نیشاپوری کی حسب ذیل عبارت ہے۔

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ لَوْ اَنَّ مُسْلِماً ذَبَحَ ذَبِيْحَةً وَقَصَدَ بِذَبْحِهَا اِلَى غَيْرِ اللهِ صَارَ مُرْتَدًّا وَذَبِيْحَتُهُ ذَبِيْحَةُ مُرْتَدٍّ۔

علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے۔ کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اس کے فعل ذبح سے غیر اللہ کیطرف تقرب (علیٰ وجہ العبادۃ) کا ارادہ کیا۔ تو وہ مرتد ہو گیا۔ اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ قرار پائیگا

یہاں بھی ذبح بقصد تقرب الیٰ غیر اللہ مذکور ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ شاہ صاحب محض تشہیر لغیر اللہ کو موجب حرمت نہیں قرار دیتے بلکہ ذبح لغیر اللہ ان کے نزدیک موجب حرمت ہے۔ جو نہ صرف ہمارا بلکہ تمام امتِ مسلمہ کا متفقہ مسلک ہے اگرچہ اصل لغت کے اعتبار سے حضرت شاہ صاحب نے "اُهِلَّ" کا ترجمہ "آواز دادہ شد" کیا ہے۔ مگر چونکہ اس آواز اور شہرت سے وہی آواز اور شہرت مراد ہے۔ جس پر جانور کا ذبح واقع ہوا۔ اسی لئے آیۃ کریمہ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ کی تفسیر کرتے ہوئے شاہ صاحب ممدوح نے صاف لفظوں میں اُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ کا ترجمہ ذبح بقصدِ غیر اللہ فرمایا۔ چنانچہ تفسیر عزیزی ص ۶۹۳ جلد اول میں فرماتے ہیں۔

آمدیم بر آنکہ دریں سورۃ لفظ 'بہ' را بر لفظ لغیر اللہ مقدم آوردہ اند و در سورۂ مائدہ و انعام، و نحل مؤخر، وجہش آنست کہ اصل ہمین است، کہ بارا متصل فعل و مقدم بر متعلقات دیگر آرند زیراکہ

اب ہم اس بیان پر آئے کہ اس سورت میں لفظ 'بہ' کو لفظ لغیر اللہ پر مقدم لائے ہیں۔ اور سورۂ مائدہ انعام۔ و نحل میں مؤخر۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اصل یہی ہے۔ 'با' کو فعل کے متصل اور دوسرے متعلقات پر مقدم لائیں۔ اس لئے کہ 'با'

با، دریں مقام برائے تعدیۂ فعل است مانند ہمزہ و تضعیف پس حتی الامکان ملاصق فعل باشد، و ایں موضع اول قرآن است دریں موضع بر ہمہ اصل خود استعمال فرمودہ اند، و در سورت ہائے دیگر آنچہ محلِ انکار و مدار سرزنش است یعنی ذبح لقصدِ غیرِ اللہ مقدم ست تفسیر عزیزی ص ۶۹۳ جلد اول	(با، اس جگہ ہمزہ اور تضعیف کی طرح تعدیۂ فعل کیلئے ہے۔ پس حتی الامکان فعل کے ساتھ ملی ہوئی ہوگی۔ قرآن کریم میں یہ آیت پہلی جگہ ہے۔ اسجگہ اپنی اسی اصل پر استعمال فرمایا۔ ہے۔ اور دوسری سورتوں میں وہ چیز مقدم ہے۔ جو محل انکار اور مدار سرزنش ہے۔ یعنی ذبح لقصد غیر اللہ۔ تفسیر عزیزی ص ۶۹۳ جلد اول۔

سورۂ بقرہ ہو یا مائدہ، یا انعام یا نحل، ہر جگہ لفظ اُهِلَّ واقع ہوا نہ ذبح پھر شاہ صاحب کا یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا۔ کہ دوسری سورتوں میں ذبح لقصد غیر اللہ بہ پر مقدم آیا ہے۔ جب تک کہ اُهِلَّ، کا معنی ذبح نہ کیا جائے۔۔

ثابت ہوا کہ خود شاہ صاحب کے نزدیک، بہ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے مرادی معنی ذبح لقصدِ غیر اللہ ہے) وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ السَّامِيَةُ۔۔

اس کی تائید مزید میں فتاوی عزیزی جلد اول ص ۲۱ کی ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت سید احمد کبیر کیلئے نذر مانی ہوئی گائے کے حلال یا حرام ہونے کے سوال کا جواب حضرت شاہ صاحب اسطرح ارقام فرماتے ہیں۔

(جواب) مدار حلت و حرمت ذبیحہ بر قصد و نیت ذابح است، اگر بنیت تقرب الی اللہ یا برائے اکل خود یا برائے تجارت و دیگر امور مباحہ ذبح میکند حلال است والا حرام"	ذبیحہ کی حلت و حرمت کا دارمدار ذابح کی نیت و قصد پر ہے۔ اگر تقرب الی اللہ کی نیت سے، یا اپنے کھانے کے لئے، یا تجارت اور دوسرے جائز کاموں کے لئے ذبح کرے تو حلال ہے۔ ورنہ حرام۔

دیکھئے اس بقرۂ منذورہ کو نذر سید احمد کبیر کی وجہ سے حرام نہیں کہا۔
اگر رفع صوت اور تشہیر و نذر لغیر اللہ موجب حرمت ہوتی، تو جواب میں حلت و حرمت ذبیحہ کا مدار ذابح کی قصد و نیت پر ہرگز نہ ہوتا۔ لیکن نیت ذابح پر مدار حلت و حرمت قرار دیکر شاہ صاحب موصوف نے اپنا مسلک واضح فرما دیا۔ کہ محض نامزدگی موجب حرمت نہیں، جب تک کہ فعل ذبح کیساتھ تقرب الی غیر اللہ کی نیت نہ پائی جائے۔
اس جواب میں آگے چلکر صفحہ ۲۲ پر فرماتے ہیں:
فَنِيَّتُهُمْ دَائِمَةٌ إِلَى وَقْتِ الذَّبْحِ } یعنی ان کی نیت تقرب لغیر اللہ وقت ذبح تک دائم و مستمر رہتی ہے
ثابت ہوا۔ کہ صرف نیت تعظیم لغیر اللہ موجب حرمت نہیں، جب تک کہ وہ نیت وقت ذبح تک دائم اور باقی نہ رہے۔
اس مسئلہ میں یہی شاہ صاحب اسی فتاوی عزیزی جلد اول ص۴۷ پر فرماتے ہیں۔

فَمَتٰى كَانَ اِرَاقَةُ الدَّمِ لِلتَّقَرُّبِ إِلَى غَيْرِ اللهِ حَرُمَتِ الذَّبِيْحَةُ وَمَتٰى كَانَ اِرَاقَةُ الدَّمِ لِلّٰهِ وَالتَّقَرُّبُ إِلَى الْغَيْرِ بِالْأَكْلِ وَالْإِنْتِفَاعِ حَلَّتِ الذَّبِيْحَةُ	جب خون بہانا تقرب الی غیر اللہ کے لئے ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائیگا، اور جب خون بہانا اللہ کیلئے ہو، اور تقرب الی الغیر کھانے اور نفع حاصل کرنے کے ساتھ مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہو جائیگا۔

دیکھیے حلت و حرمت ذبیحہ میں کتنا روشن فیصلہ ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر یہ کہا جائے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محض تشہیر لغیر اللہ کو جانور کے حرام ہونے کی علت قرار دیتے ہیں۔ تو ایسا کہنا یقیناً شاہ صاحب پر افترائے عظیم ہوگا۔ ان کے نزدیک آیۂ کریمہ، وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ کے مرادی معنی قطعاً یہی ہیں، کہ جس جانور پر عند الذبح اہلال لغیر اللہ کیا جائے۔

امام حجۃ الاسلام ابوبکر احمد بن علی الرازی الحصاص الحنفی المتوفی ۳۷۰ھ اپنی مشہور تفسیر احکام القرآن میں جلد اول ص ۱۴۵ و ۱۴۶ پر اس آیۃ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ، وَلَا خِلَافَ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَنَّ الْمُرَادَ بِهِ الذَّبِیْحَةُ اِذَا اُهِلَّ بِهَا لِغَیْرِ اللّٰهِ عِنْدَ الذَّبْحِ

اور مسلمانوں کے درمیان اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ سے وہی ذبیحہ مراد ہے جس پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو +

اجماع امت کے خلاف قول کرنا گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔

حدیث شریف :- لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰهِ، کے تحت علامہ نووی فرماتے ہیں۔

وَاَمَّا الذَّبْحُ لِغَیْرِ اللّٰهِ فَالْمُرَادُ بِهٖ اَنْ یَّذْبَحَ بِاسْمِ غَیْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ کَمَنْ ذَبَحَ لِلصَّنَمِ اَوِ الصَّلِیْبِ اَوْ لِمُوْسٰی وَلِعِیْسٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِمَا اَوْ لِلْکَعْبَةِ اَوْ نَحْوِ ذٰلِکَ فَکُلُّ هٰذَا حَرَامٌ وَلَا تَحِلُّ هٰذِهِ الذَّبِیْحَةُ سَوَاءٌ کَانَ الذَّابِحُ مُسْلِمًا اَوْ نَصْرَانِیًّا اَوْ یَهُوْدِیًّا۔

اور ذبح لغیر اللہ سے مراد یہ ہے۔ کہ غیر اللہ کے نام پر کوئی ذبح کرے جیسے کسی نے بت یا صلیب کیلئے ذبح کردیا۔ یا موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے لئے یا کعبہ وغیرہ کے لئے ذبح کردیا تو سب حرام ہے اور یہ ذبیحہ حلال نہیں۔ برابر ہے۔ کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا۔ یہودی یا عیسائی۔

نَصَّ عَلَیْهِ الشَّافِعِیُّ رَحْمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاتَّفَقَ عَلَیْهِ اَصْحَابُنَا اِنْ قَصَدَ مَعَ ذٰلِکَ تَعْظِیْمًا الْمَذْبُوْحَ لَهٗ لِغَیْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْعِبَادَةَ لَهٗ کَانَ ذٰلِکَ کُفْرًا فَاِنْ کَانَ الذَّابِحُ مُسْلِمًا قَبْلَ ذٰلِکَ صَارَ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ اور ہمارے اصحاب نے اس بات پر اتفاق کیا ہے۔ کہ اگر اس ذبح لغیر اللہ کے ساتھ اس غیر اللہ کی تعظیم اور عبادت بھی مقصود ہو، تو یہ کفر ہوگا،

بِالذَّبْحِ مُرْتَدًّا۔ وَذَكَرَ الشَّيْخُ اِبْرَاهِيْمُ الْمَرُّوْزِيُّ مِنْ اَصْحَابِنَا، اِنَّمَا يُذْبَحُ عِنْدَ اسْتِقْبَالِ السُّلْطَانِ تَقَرُّبًا اِلَيْهِ اَفْتٰى اَهْلُ بُخَارَا بِتَحْرِيْمِهٖ لِاَنَّهٗ مِمَّا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى، قَالَ الرَّافِعِيُّ هٰذَا اِنَّمَا يَذْبَحُوْنَهٗ اسْتِبْشَارًا بِقُدُوْمِهٖ فَهُوَ كَذَبْحِ الْعَقِيْقَةِ بِوِلَادَةِ الْمَوْلُوْدِ وَمِثْلُ هٰذَا لَا يُوْجِبُ التَّحْرِيْمَ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ (نووی برمسلم شریف جلد دوم ص۱۶۱)

لہذا اگر ذبح کرنے والا پہلے مسلمان تھا تو اس ذبح کے بعد مرتد ہو جائیگا۔ اور شیخ ابراہیم مروزی نے جو ہمارے اصحاب سے ہیں۔ ذکر فرمایا کہ سلطان کے استقبال کے وقت اس کی طرف تقرب حاصل کرنے کیلئے ذبح کئے جاتے ہیں۔ اہل بخارا نے ان کی حرمت کا فتوی دیا۔ کیونکہ وہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ سے ہیں۔ امام رافعی نے فرمایا۔ کہ یہ جانور لوگ امیر کے آنے کی خوشی میں ذبح کرتے ہیں یہ تو وہ بچہ پیدا ہونے کے وقت عقیقہ کے ذبح کیطرح ہیں اور ایسا ذبح حرمت کو واضح نہیں کرتا ؛

علامہ نووی کی اس کلام سے حدیث (مبارک) لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، کے معنی بھی واضح ہو گئے۔ کہ اس سے مراد ذبح لغیر اسم اللہ ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ استقبال سلطان کے وقت جو جانور تقربا الی السلطان ذبح کئے جاتے ہیں۔ رافعی نے ان کو بادشاہ کے آنے کی خوشی پر محمول کر کے اس کو ذبح عقیقہ کی طرح جائز قرار دیا ہے۔ ان تمام تصریحات سے آیۃ کریمہ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ، کے مرادی معنی آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئے۔ اس کے بعد بھی حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی غلط توجیہہ کرنا انہیں امت مسلمہ کا مخالف قرار دینا ہے۔ جن لوگوں نے ازراہ عناد شاہ صاحب کے کلام کی توجیہہ اجماع امت کے خلاف کی ہے انہوں نے

شاہ صاحب کے ساتھ کوئی نیکی کا سلوک نہیں کیا۔ بلکہ ان لوگوں نے صراحتہً شاہ صاحب کو قرآن وحدیث کا مخالف قرار دیا ہے۔

دیکھئے! اولیاء کرام کے نام پر جو جانور نامزد کئے جائیں، وہ تو مردار اور سگ خوک سے زیادہ نجس حرام قرار پائیں۔ اور جو جانور ناپاک بتوں کے لئے ان کی عبادت اور نذر کی نیت سے تقربًا الیٰ غیر اللہ نامزد کئے جائیں۔ وحلال وطیب ہیں۔

قرآن مجید اٹھا کر دیکھئے! اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ "مَاجَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے کوئی بحیرہ، سائبہ وصیلہ، اور حام نہیں بنایا[ص]۔ تفسیر میں حوالفاظ بروایت حضرت سعید بن مُسَیَّب رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارد ہوئے ہیں) ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں:۔

بحیرہ کی تفسیر میں ہے" اَلَّتِیْ یُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِیْتِ" اور سائبہ کی تفسیر میں مرقوم ہے۔" وَالسَّائِبَةُ کَانُوْا یُسَیِّبُوْنَهَا لِاٰلِهَتِهِمْ" اور وصیلہ کے بیان میں ہے" وَکَانُوْا یُسَیِّبُوْنَهَا لِطَوَاغِیْتِهِمْ" اور حامی کے متعلق مرقوم ہے۔" فَاِذَا قَضٰی ضِرَابَهٗ دَعُوْهُ لِلطَّوَاغِیْتِ" جنکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ بحیرہ وہ اونٹنی ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے روک دیا جائے۔ چنانچہ اُسے کوئی شخص نہیں دوھتا تھا، اور سائبہ وہ جانور ہیں۔ جنہیں مشرکین اپنے بتوں کے لئے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ اور وصیلہ وہ نازادہ اونٹنی ہے۔ جو سب سے پہلے مادہ جنے۔ پھر اس مادہ کے بعد دوسری مادہ جنے۔ مشرکین اس کو اپنے بتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ کیونکہ وہ دونوں مادہ بچے اس حال .... میں پیوستہ ہوتے تھے۔ کہ

ص بخاری شریف جلد ثانی صفحہ ۶۶۴ کتاب التفسیر میں بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، اور حام کی

ان کے درمیان کوئی نرنہ ہوتا تھا۔ اور حام وہ نر شتر ہے۔ جو چند معدود مرتبہ جفتی کر چکا ہو۔ اس کی وہ جفتیاں پوری ہو جانے کے بعد اُسے اپنے بتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ اور بار برداری سے باز رکھتے، کوئی چیز اس پر بار نہ کرتے اور اس کا نام حامی رکھ دیتے ۔۔۔

فتح الباری جلد ہشتم ص۲۸۶ میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے وَالسَّائِبَۃُ کَانُوا یُسَیِّبُوْنَہَا لِاٰلِہَتِہِمْ کے تحت فرماتے ہیں:۔۔

قَالَ اَبُوْعُبَیْدَۃَ کَانَتِ السَّائِبَۃُ مِنْ جَمِیْعِ الْاَنْعَامِ، وَتَکُوْنُ مِنَ النُّذُوْرِ لِلْاَصْنَامِ فَتُسَیَّبُ فَلَا تُحْبَسُ عَنْ مَرْعًی وَلَا عَنْ مَاءٍ وَلَا یَرْکَبُہَا اَحَدٌ ۔۔۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سائبہ تمام قسم کے چوپایوں سے ہوتا تھا۔ اور یہ بتوں کیلئے نذر مانے ہوئے جانور ہیں۔ ان کو چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اور کسی چراگاہ پانی اور گھاس سے انہیں نہ روکا جاتا تھا اور نہ ان پر کوئی سوار ہوتا تھا۔

قَالَ وَقِیْلَ السَّائِبَۃُ لَا تَکُوْنُ اِلَّا مِنَ الْاِبِلِ کَانَ الرَّجُلُ یَنْذُرُ اِنْ بَرِئَ مِنْ مَرَضِہٖ اَوْقَدِمَ مِنْ سَفَرِہٖ لَیُسَیِّبَنَّ ھٰکَذَا فِی الْعَیْنِی ۔۔

انہوں نے کہا ایک قول یہ بھی ہے۔ کہ سائبہ صرف اونٹ کی قسم سے ہوتا تھا۔ آدمی نذر مانتا تھا۔ کہ اگر وہ بیماری سے اچھا ہو جائے۔ یا سفر سے واپس آجائے تو وہ اونٹ کوئی بت کیلئے نامزد کر کے چھوڑ دیگا { عینی شرح بخاری میں بھی اسیطرح ہے }

ان احادیث و روایات سے یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ مشرکینِ عرب بعض جانوروں کو اپنے بتوں کیلئے اپنی بعض حاجات میں نذر مانتے اور انہیں اپنے معبودوں کیطرف منسوب کر کے ان کی تشہیر کرتے تھے۔ لہذا قطعی طور پر ہمارے

مخالفین کے نزدیک مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں داخل تھے۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالےٰ نے انہیں حرام قرار نہیں دیا۔ بلکہ ارشاد فرمایا۔ مَا لَکُمْ اَلَّا تَاْکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ علیہ (تمہیں کیا ہوگا۔ کہ تم ان جانوروں سے نہیں کھاتے جن پر (بوقت ذبح) اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو۔) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علاؔ ابوسعود فرماتے ہیں۔

اَنْکَرَ اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمْ شَیْءٌ یَدْعُوْھُمْ اِلَی الْاِجْتِنَابِ عَنْ اَکْلِ مَا ذُکِرَ عَلَیْہِ اسْمُ اللّٰہِ تَعَالٰی مِنَ الْبَحَائِرِ وَالسَّوَائِبِ وَنَحْوِھَا۔ تفسیر ابوسعود ص۲۰۱ جلد رابع	اللہ تعالیٰ نے اس بات پر انکار فرمایا ہے۔ کہ ان میں کوئی ایسی بات پائی جائے جس کی وجہ سے وہ اللہ کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانوروں کو نہ کھائیں۔

مشرکین نے بحیرہ، سائبہ وغیرہ جانوروں کو اس لئے حرام کر لیا۔ کہ وہ ان کو اپنے بتوں کے نامزد کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کی مذمت نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا:—

مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْ بَحِیْرَۃٍ وَّلَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیْلَۃٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَاَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ○ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ○ (سورۂ مائدہ پ۷)	اللہ تعالیٰ نے کوئی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام مقرر نہیں فرمائے۔ لیکن کافر اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں۔ اور ان کے اکثر بے عقل ہیں۔ اور جب اُن سے کہا جائے کہ تم اس چیز کیطرف آؤ۔ جو اللہ نے نازل کی اور رسول کیطرف آؤ۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کہ کافی ہے ہمیں وہی جس پہ ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ نہ جانتے ہوں اور ہدایت یافتہ نہ ہوں۔ [تو کیا پھر بھی وہ انہی کے طریقے کو کافی سمجھیں گے؟]

علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مدارک جلد اوّل ص ۲۳ میں (وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ) کے تحت فرماتے ہیں :-

اَیْ هَلُمُّوْا اِلٰی حُکْمِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ بِاَنَّ هٰذِهِ الْاَشْیَاءَ غَیْرُ مُحَرَّمَةٍ	یعنی اللہ اور اس کے رسول کے حکم کیطرف آؤ۔ کہ یہ چیزیں (یعنی بتوں کے نام چھوڑے ہوئے جانور) حرام نہیں

قرآن وحدیث کی روشنی میں بخوبی واضح ہوگیا۔ کہ بحیرہ، سائبہ وغیرہ جانور حرام نہیں۔ اور باوجودیکہ مشرکین ان کی نذر اپنے بتوں کے لئے مانتے تھے۔ اور ان کو بتوں کے لئے نامزد کرتے تھے۔ وہ قطعاً حلال ہیں۔ اور ہرگز "مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ" میں داخل نہیں۔ تو ایسی صورت میں اولیاء کرام کیلئے نذر مانتے ہوئے جانور کیونکر مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ میں داخل ہوکر حرام ہوسکتے ہیں ۔

مختصر یہ کہ حضرات اولیاء کرام کی فاتحہ، ایصال ثواب، نذر و نیاز کے جانور قطعاً حلال ہیں۔ اور انہیں حرام کہنا اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر افتراء عظیم اور بہتان عظیم ہے ۔

یہاں تک تو قرآن وحدیث، اقوال مفسرین فقہاء کرام و علماء عظام کی تصریحات پیش کی گئیں اور اب آخر میں اتمام حجت کیلئے جناب انور شاہ صاحب کشمیری کی ایک عبارت پیش کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے :-

وَاعْلَمْ اَنَّ الْاِهْلَالَ بِغَیْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاِنْ کَانَ فِعْلُهٗ حَرَامًا لٰکِنَّ الْحَیَوَانَ الْمُهَلَّ حَلَالٌ اِنْ ذَکَّاهُ کَشَرَائِطِهٖ وَکَذَا الْحَلْوَانُ الَّتِیْ یَتَقَرَّبُ بِهَا لِلْاَوْثَانِ	یعنی (بہ نیت عبادت) کسی جانور پر غیر اللہ کا نام بلند کرنا اگرچہ (فی نفسہ) فعل حرام ہے لیکن جس جانور پر وہ نام بلند کیا جائے وہ حلال ہے اگر شرائط ذبح کیساتھ اسے ذبح کیا ہو۔ اسی طرح در اصل

اَیْضًا جَائِزَۃٌ عَلَی الْاَصْلِ اَمَّا السَّوَائِبُ فَمُتَکَلَّمٌ فِیْھَا۔ اَنَّھَا تَخْرُجُ بَعْدَ التَّقَرُّبِ مِنْ مِلْکِ صَاحِبِھَا اَوْلَا فَرَاجِعْہُ مِنَ الْفِقْہِ ؞

وہ چڑھاوا بھی جائز ہے جس سے بتوں کا تقرب حاصل کیا جائے۔ اور سائبہ وغیرہ جانور (جو بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے ہیں) تو اُن میں صرف اتنا کلام ہے۔ کہ تقرب للاوثان کے بعد وہ اپنے مالک کی ملک سے نکل جاتے ہیں۔ یا نہیں۔ تو اس کے لئے فقہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

یعنی بعض فقہاء کے نزدیک وہ ملک مالک میں نہیں رہتے۔ اس لئے انہیں اللہ کے نام پر ذبح کر دیا جائے۔ تو ان کا کھانا جائز ہے۔ ورنہ اس کا جواز مالک کی اجازت پر موقوف ہیگا۔

لیجئے جناب! اب تو بتوں کا چڑھاوا بھی جائز ہوگیا۔ گیارھویں شریف کے کھانے کو حرام کہنے والوں کے لئے انتہائی عبرت کا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے۔ اس کے ولی کی فاتحہ کی چیز کو حرام کہنے والے، بتوں کے چڑھاوے کو حلال کہہ رہے ہیں۔" فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ"

آخر میں ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ اولیاء کیلئے کوئی جانور نذر مانیں، ان سے کہا جائے کہ اس جانور کی بجائے گوشت لیکر اپنی نذر پوری کردو۔ اگر وہ راضی ہوجائیں، تو وہ اپنے اس قول میں سچے ہیں۔ کہ ہماری نیت غیراللہ کیلئے خون بہانے کی نہ تھی، ورنہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ جھوٹے ہیں اور اُنکی نیت یہی ہے۔ کہ غیراللہ کی تعظیم کے لئے جانور کا خون بہایا جائے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کے مطابق اس زمانے میں بھی اسی معیار پر جواز و عدم جواز کا حکم لگانا چاہیئے۔

اس شبہ کا ازالہ یہی ہے۔ کہ حضرت شاہصاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقرر کردہ معیار مذکور ان لوگوں کے حق میں تو درست ہو سکتا ہے۔ جو قبور کی عبادت کرتے تھے۔ اور خود حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں گروہ مشرکین میں شمار کیا ہے، جیسا کہ اس سے قبل تفسیر عزیزی جلد اول ص ۱۵۵ کی عبارت ہم نقل کر چکے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے حق میں یہ معیار کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ نہ ہی حضرت شاہصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مومنین کیلئے یہ معیار بیان فرمایا ہے۔ اس لئے کہ مومن ازروئے قرآن شریف اس بات پر ایمان رکھتا ہے۔ کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (تم ہرگز نیکی نہیں پا سکتے جب تک اپنی پسندیدہ اور محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو) اور ظاہر ہے۔ کہ پالے ہوئے جانور سے جو محبت ہوتی ہے۔ وہ خریدے ہوئے جانور یا گوشت سے نہیں ہو سکتی۔ اس لئے جو نیکی اور ثواب پالے ہوئے جانوروں کو ذبح کر کے ایصالِ ثواب کرنے سے حاصل ہوگا۔ وہ اس کے علاوہ دوسری چیز سے نہیں ہو سکتا۔

علاوہ ازیں اس میں شک نہیں۔ کہ ہر ذبیحہ خواہ وہ اپنے کھانے کیلئے ذبح کیا جائے۔ یا بیچنے کے لئے یا قربانی وغیرہ کے لئے اس کے حلال اور پاک ہونے کی شرط یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اس کا خون خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لئے بہایا جائے، اور ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اسکی تعظیم کے لئے جو کام کیا جائے۔ وہ نیکی اور اطاعت ہے۔ لہذا ہر وہ فعلِ ذبح (جس سے تعظیمِ خداوندی مقصود ہو) نیکی قرار پائیگا۔ اور مسلمان کے لئے جائز ہے۔ کہ وہ اپنی نیکی کا ثواب کسی مسلمان کو بخش دے۔ لہذا صرف گوشت میں محض گوشت کا ثواب اس بزرگ کی روح کو پہنچیگا اور جانور ذبح کرنے میں گوشت کے علاوہ فعلِ ذبح کا جو ثواب ذابح کو ملا، وہ بھی

اُس بزرگ کی روح کو پہنچ سکتا ہے۔

پس اگر ان وجوہات کی بنا پر کوئی مسلمان جانور کے عوض گوشت لینے پر راضی نہ ہو، تو اس سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ کہ یہ مؤمن معاذ اللہ ولی کی تعظیم و تقرب کے لئے جانور کا خون بہانے کی نیت رکھتا ہے۔ نیت فعل قلب ہے۔ جب باطن کا حال ہمیں معلوم نہیں تو ہم کس طرح مسلمان پر معصیت کا حکم لگا دیں۔ مومن کے حق میں بدگمانی کرنا حرام ہے۔

سوال میں ان جانوروں کو مزاراتِ اولیاء اللہ پر لیجا کر ذبح کرنے کے متعلق بھی پوچھا گیا ہے۔ نیز یہ کہ بعض لوگ قرعہ اندازی کے ذریعہ پیر سے جانور ذبح کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جب تک کسی جگہ مشرکانہ رسوم ثابت نہ ہو جائیں اُس وقت تک وہاں جانور لیجا کر ذبح کرنا حرام نہیں ہو سکتا۔ اور مزاراتِ اولیاء اللہ، معاذ اللہ ایسی ناپاک جگہ قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ اس لئے بہ نیتِ ایصالِ ثواب وہاں بھی جانور لیجا کر ذبح کرنا جائز ہے۔ رہا قرعہ اندازی کے ذریعہ اجازت طلب کرنا، تو یہ ضرور فعلِ عبث ہے۔ لیکن اسے بلا دلیل کفر و شرک کہنا، یقیناً حد سے تجاوز کرنا ہے۔

وَاللّٰهُ الْهَادِیْ اِلٰی سَبِیْلِ الرَّشَادِ، وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ جَلَّ مَجْدُهٗ اَتَمُّ وَ اَحْکَمُ

حرفِ آخر

فقط سید احمد سعید کاظمی امروہوی غفرلہ

مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان — ۵ فروری ۱۹۵۸ء

پیش کردہ — نور احمد ریاض جامع مسجد خانیوال ۱۱/۲/۵۸